لا اکراہ فی الدین ..... القرآن

جسٹس کیکاؤس کی قائم کردہ انجمن خدام اسلام کے سیکرٹری جنرل انور قریشی کے پمفلٹ

پاکستان میں

دو قانون کیوں؟

کا جواب باصواب

دین اسلام میں جبر کیوں؟

از

استاذ العلماء خطیب جامع مسجد شیعہ میانی، پرنسپل مدرسہ مخزن العلوم الجعفریہ

علامہ سید گلاب علی شاہ نقوی

ناشر: مکتبہ کاظمیہ شیعہ میانی ملتان

کہ اس میں دوسرے کو ضرر پہنچتا ہے اور فرق ظاہر ہے کیونکہ جو جھوٹ کسی کو ضرر پہنچانے کے لئے بولا جاتا ہے بحث ہوتا ہے اور تقیہ کسی ظالم کے ضرر سے بچنے کے لئے عمل میں لایا جاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس منافقت اس کا نام ہے کہ دل میں کفر ہو اور اُسے چھپایا جائے، اسلام کو ظاہر کیا جائے۔ اور تقیہ کرنے والا مومن ہوتا ہے۔ اس کے دل میں کفر ہو ہی نہیں سکتا اس لئے تقیہ میں ظالم کے ظلم سے بچنے کے لئے ایمان کو چھپایا جاتا ہے لہٰذا تقیہ اور منافقت میں فرق ظاہر ہے کیونکہ کفر کا چھپانا اور چیز ہے اور ایمان کا چھپانا اور۔ قریشی صاحب کو حقائق سے قطعاً واقفیت نہیں۔ ہم ان مطالب کی مؤید آیات قرآنیہ پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشادِ قدرت ہے۔

لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین۔ ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شیئ الا ان تتقوا منھم تقاۃ۔

پ ۳ آل عمران ۳ آیت نمبر ۲۸ ع ۳ ۔ مومنین علاوہ مومنین کے کفار کو اپنا حاکم اور سرپرست اور دوست نہ بنائیں۔ اور جو شخص ایسا کرے گا اسے اللہ تعالیٰ سے کوئی لگاؤ نہیں ہوگا۔ مگر یہ کہ تم اُن کے شر اور ضرر سے بچنا چاہو تو پھر ایسا کر سکتے ہو۔

اس آیت میں "الا ان تتقوا منھم تقاۃ۔" کے الفاظ سے ہم کو اللہ تعالیٰ نے تقیہ کی اجازت فرمائی ہے کہ جب کفار سے خطرہ ہو کہ وہ مومنین کو جانی یا مالی یا عزت کا ضرر اور نقصان پہنچائیں گے تو پھر انسان ان کو اپنا حاکم بھی بنا سکتا ہے چہ جائیکہ زبانی دوستی وغیرہ کا اظہار کیا جائے اور اس طرح سے اپنی جان، مال اور عزت اُن کے ضرر سے بچائی جا سکتی ہے۔

اہلِ سنت محقق علماء نے بھی تسلیم کیا ہے کہ اس آیت سے تقیہ کا جواز ثابت ہے۔ چنانچہ دیکھو تفسیر کبیر فخر الدین رازی ج ۲ ص ۴۳۶ ۔ تفسیر ابن جریر طبری ج ۳ ص ۱۴۰ س ۴ تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان لنظام الدین حسن بن محمد النیشاپوری بہ تفسیر ابن جریر ج ۳ ص ۱۷۳، ۲۰۴ تفسیر تفسیر مدارک التنزیل ج ۱ ص ۱۸۱، تفسیر کشاف ج ۱ ص ۱۸۳ تفسیر جامع البیان۔

برحاشیہ تفسیر جلالین ص۴۶ ۔ صحیح بخاری ۔ کتاب الاکراہ ۔ وقال الا تتقوا منھم تقاۃ وھی التقیہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ الا ان تتقوا منھم تقاۃ ۔ یہی تقیہ کا بیان ہے ۔ آگے لکھتے ہیں ۔ قال الحسن ۔ التقیۃ الی یوم القیمۃ ۔ کہ تقیہ قیامت تک جائز ہے ۔

بخاری صاحب اور ان تمام اہل سنت مفسرین نے اس آیت کا یہی معنی تحریر کیا ہے کہ کفار کو اپنا دوست اور حاکم بنانا جائز نہیں ۔ لیکن کفار کا غلبہ ہو اور ان سے جان، مال، عزت کا نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو پھر فقط زبان سے ان کے ساتھ مدارات استعمال کرنا اور ان کی حکومت کو ظاہراً تقیہ کے طور پر تسلیم کرنا صحیح ہوجاتا ہے ۔

اور یہ تقیہ عملاً دنیا بھر کے مسلمان کرتے رہے ہیں ۔ اور کر رہے ہیں خواہ وہ اہلِ سُنت ہوں خواہ شیعہ ۔ متحدہ ہندوستان پر سینکڑوں برس انگریز کی حکومت رہی ۔ انگریز کافر تھے اور ہندوستان میں شیعہ سُنی ہردو فرقے آباد تھے ۔ اور دونوں نے اپنا حاکم انگریز کو تسلیم کیے رکھا کیونکہ اگر تسلیم نہ کرتے تو انگریز ان کو تہس نہس کر دیتے ۔ اسی کا نام تقیہ ہے ۔ بھارت میں اس وقت بھی کروڑوں مسلمان شیعہ سُنی آباد ہیں ۔ اور وہ بھارت کی حکومت کے سامنے سر تسلیم خم کیے ہوئے ہیں ۔ کیونکہ اگر ایسا نہ کریں تو حکومتِ بھارت ان کو ختم کر دیگی اور ان کے اموال وغیرہ اپنے قبضہ میں لے لے گی ۔ اور یہی صورت حال روس، امریکہ، برطانیہ وغیرہ ممالک کفر میں بسنے والے تمام مسلمانوں کی ہے ۔ لیکن ہمارے قریشی صاحب ہیں کہ تقیہ کو منافقت یا جھوٹ اور فریب کاری سے تعبیر کرتے ہیں ۔ کیا وہ صراحتہً تسلیم کریں گے کہ بھارت ۔ برطانیہ ۔ امریکہ وغیرہ ممالکِ کفر میں بسنے والے تمام مسلمان منافق، جھوٹے اور فریب کار ہیں کیونکہ وہ تقیہ کر کے ان ممالک میں بستے ہیں اور تقیہ یہی ہے کہ انہوں نے ان کی حکومتوں کو تسلیم کیا ہوا ہے ۔

آیت ۲ ۔ پ۱۴ ۔ النحل ۱۶ ۔ آیت ۱۰۶ ۔ ع۲۰